پھر آ گیا مقامِ غم

ایک صحت مند، گورا چٹا، ہنستا ہنساتا دانشور یکایک بلڈ کینسر کا درد و کرب بھگتنے کے لیے سروسز ہسپتال میں داخل ہوا۔ اور بس چند ہی ہفتوں میں صبر کا امتحان درجۂ اوّل میں پاس کر کے آخرت کے بلند تر مقامات کی طرف روانہ ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یہ تھے پروفیسر عبدالرشید ارشد جو محکمہ تعلیم پنجاب میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر رہے، جنھوں نے میٹرک سے ایم اے تک کی تعلیم ہمیشہ فسٹ کلاس میں حاصل کی اور عربی ایم اے میں فسٹ کلاس فسٹ رہے۔ قاری بھی تھے، صوم و صلوٰۃ کے پابند، رفیقوں دوستوں سے تعاون، اخوت کی اچھی مثال، ہسپتال میں آخر وقت تک ادائے نماز اور اپنی بیماری اور اس کے انجام کو اچھی طرح جاننے کے باوجود عالی ہمتی کا بہترین معیار پیش کیا۔

اُن کا ایک اعزاز یہ تھا کہ وہ تنظیم اساتذہ پاکستان کے ناظم شعبۂ امورِ اساتذہ پنجاب تھے۔ تنظیم نے ایک برادری کی طرح ان کے گرد حلقہ بنائے رکھا۔ اور ان کے اکابر یہ سوچ رہے تھے کہ اُن کو علاج کے لیے باہر بھجوانے کا انتظام کیا جائے۔ اسلامی جمعیت طلبہ عربیہ منصورہ ہسپتال اور جماعتِ اسلامی کی طرف سے مختلف صورتوں میں ارشد صاحب کی جان بچانے کی کوششیں کی گئیں۔ ۲۸ بوتل خون رضاکارانہ طور سے ان کے جسم کو توانا رکھنے کے لیے نوجوانوں نے دیا۔ منصورہ میں جنازہ پڑھایا گیا اور رات کو ایمبولینس گاڑی میت کو لے کر شکر گڑھ روانہ ہو گئی۔

بڑی صاحبزادی نے مرحوم کی زندگی میں حفظ قرآن مکمل کر لیا۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوٹے ہیں اور تعلیم کے ابتدائی مرحلے میں ہیں۔ شکر گڑھ میں دوسرا بڑا جنازہ ہوا اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت اور ان کے بیوی بچوں اور تمام اہلِ خاندان پر خاص رحم و کرم کرے۔ آمین۔